فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ القرآن

شرعی کونسل آف انڈیا
(بریلی شریف)

تیسرا فقہی سیمینار
۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء

موضوع: ۲

مساجد کی آمدنی کے مصارف

پیشکش

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

www.muftiakhtarrazakhan.com

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

وارث علوم اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حجۃ الاسلام، جانشین مفتی اعظم ہند، جگر گوشہ مفسر اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ، تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

شرعی کونسل آف انڈیا

بریلی شریف

کے

سالانہ فقہی سیمنار

میں ہونے والے

فیصلہ جات

نیچے دیئے گئے لنک پر ملاحظہ کیجئے

https://muftiakhtarrazakhan.com/shareecouncil/

٩٢/٨٦

سوال نامہ

مساجد کی آمدنی کے مصارف

مذہب اسلام میں دیگر شعائر کی طرح مساجد کو بھی بڑی اہمیت حاصل ہے اس لئے کہ وہ اللہ عزوجل کے لئے خاص ہیں قرآن عظیم کا ارشاد ہے:

"وأن المساجد اللہ"

نیز وارد ہے:

"إنما یعمر مساجد اللہ من اٰمن باللہ والیوم الآخر وأقام الصلاۃ واٰتی الزکاۃ ولم یخش إلا اللہ"

یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ صرف پاک وہند ہی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام میں مساجد کا ایک عظیم الشان سلسلہ قائم ہے جب ہم ان مساجد کی طرف نظر کرتے ہیں تو یہ انکشاف ہوتا ہے کہ ان میں بعض مسجدیں ایسی ہیں جن کی آمدنی اتنی وافر اور کثیر ہے کہ مسجد کے ضروریات اور اس کے مصالح ومصارف سے بہت زائد ہوتی ہے جبکہ کچھ ایسی بھی مسجدیں ہیں جن کی آمدنی اس قدر قلیل ہے کہ مسجد کے ضروریات اور اس کے مصالح اس آمدنی سے پورے نہیں ہوتے۔

پھر ان مساجد کی آمدنی بھی دو طرح پر ہوتی ہے ایک وہ جو وقف نہیں جیسا کہ روپیہ وپیسہ وغیرہ جو چندہ وغیرہ کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے کہ یہ وقف نہیں کہ وقف کے لئے ضروری ہے کہ اصل حبس کر کے اس کے منافع اس کام میں صرف کئے جائیں جس کے لئے وقف ہونہ یہ کہ خود اصل ہی کو خرچ کر دیا جائے۔ دوسرے او قاف کی آمدنی ہوتی ہے مثلاً کسی نے اپنی زمین یا مکان یا دوکان وغیرہ مسجد پر وقف کر دی۔

وقف کے مال میں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وقف کرنے والے یہ شرط بھی ذکر کر دیتے ہیں کہ اس مال وقف کی آمدنی فلاں ضروریات و مصالح پر صرف کی جائے اور کبھی شرط ذکر نہیں کرتے اور کسی خاص مصرف کی تعیین نہیں کرتے اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ او قاف کافی پرانے ہوتے ہیں ان کے مصارف وشرائط کا پتہ نہیں چلتا۔

جن مساجد کی آمدنی ان کے ضروریات ومصالح سے زائد ہوتی ہے ان میں یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ اس آمدنی کے مالک ذمہ دار ان مسجد اس میں بے جا تصرف اور ناحق دست اندازی کرتے ہیں اس سے اپنی ضرورتوں کی تکمیل کرتے ہیں اپنی تجارتوں کو فروغ دیتے ہیں اور کچھ تو اپنا پیدائشی حق سمجھ کر بالکل ہڑپ کر جاتے ہیں جبکہ فقہائے کرام فرماتے ہیں او قاف میں شرط واقف نص شارع کی طرح واجب الاتباع اور لازم العمل ہوتی ہے وقف جس غرض کے لئے ہے اس کی آمدنی اگرچہ اس کے مصارف سے فاضل ہو دوسری غرض میں صرف کرنی حرام ہے کہ حقوق مسجد پر تعدی ہے۔

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

www.muftiakhtarrazakhan.com

"وقف جس غرض کے لئے ہے اس کی آمدنی اگرچہ اس کے صرف سے فاضل ہو دوسری غرض میں صرف کرنی حرام ہے وقف مسجد کی آمدنی مدرسہ میں صرف ہونی درکنار دوسری مسجد میں بھی صرف نہیں ہوسکتی نہ ایک مدرسہ کی آمدنی مسجد یا دوسرے مدرسہ میں "[فتاویٰ رضویہ مصارف وقف ۳۶۸/۶، رضا اکیڈمی ممبئی]

فقیہ اعظم حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"یہ چندے جس خاص غرض کے لئے کئے گئے ہیں اس کے غیر میں صرف نہیں کئے جاسکتے اگر وہ غرض پوری ہو چکی ہو تو جس نے دیئے ہیں اس کو واپس کئے جائیں یا اس کی اجازت سے دوسرے کام میں خرچ کریں بغیر اجازت خرچ کرنا ناجائز ہے۔"

[فتاویٰ امجدیہ ۳۹/۳ دائرۃ المعارف الامجدیہ گھوسی]

اسی کے ساتھ ایک دوسرے مقام پر حضرت فقیہ اعظم صدر الشریعہ علیہ الرحمہ "فتاویٰ امجدیہ" میں مسجد اور اس کے اسباب کے متعلق فرماتے ہیں:

"امام اعظم و امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کا یہ مذہب ہے کہ جب لوگوں نے مسجدیں بنالیں تو اب وہ تاقیام قیامت مساجد ہو گئیں اس کے اسباب دوسری مسجد میں نقل کرنا کسی طرح سے درست نہیں ہوگا۔

"لا یجوز نقله و نقل ماله الی مسجد اٰخر سواء کانوا یصلون فیه اولا یصلون و علیه الفتوی کذا فی الحاوی القدسی"

در مختار میں ہے:

"ولو خرب ما حوله واستغنى عنه يبقى مسجدا عند الامام والثاني أبداً إلى قيام الساعة وعليه الفتوى"۔

[فتاویٰ امجدیہ ۱۴۹/۳، دائرۃ المعارف الامجدیہ گھوسی]

اس کے بعد آپ فرماتے ہیں:

"یہ حکم اس زمانہ کے لئے تھا جب کہ مساجد کی اشیاء لینے اور ان میں تصرف کرنے کو لوگ برا جانتے تھے اور اب یہ زمانہ فساد کا زمانہ ہے کہ لوگ حرام و حلال میں امتیاز نہیں رکھتے مسجد کی چیزوں میں بھی بطور تغلب تصرف کرنے سے باز نہیں رہتے اس زمانہ میں بہت ممکن ہے کہ جب ان مساجد کا کوئی نگراں نہیں تو ان کے عمارتی سامان لوگ اپنے تصرف میں لائیں گے اور مسجدوں کو نیست و نابود کر ڈالیں گے۔ اسی طرح یہ بھی خطرہ اور اندیشہ ہے کہ کفار و مشرکین موقع پاکر اس کا سارا سامان رفتہ رفتہ اٹھالے جائیں گے۔ پس ایسی صورت میں امام ابو یوسف سے جو دوسری روایت ہے اس پر عمل کرکے اس کا عمارتی سامان منتقل کرکے دوسری مسجد میں لگادیا جائے اور اس زمین کو چبوترہ کی شکل میں باقی رکھیں جس سے معلوم ہوسکے کہ یہ مسجد ہے اور مسلمان اس کا احترام کریں "در مختار" میں ہے:

"وعن الثاني ينتقل الى مسجد اٰخر باذن القاضي"

"رد المحتار" میں فرمایا:

"في الاسعاف لو خرب المسجد وما حوله وتفرق الناس عنه لا يعود إلى ملك الواقف عند أبي يوسف فيباع نقضه بإذن القاضي ويصرف ثمنه إلى بعض المساجد انتهى مختصراً"۔

پھر فرمایا:

"والذي ينبغي متابعة المشائخ المذكورين في جواز النقل بلا فرق بين مسجد أو حوض كما أفتى به الامام أبو شجاع والامام الحلواني وكفى بهما قدوة ولا سيما في زماننا فان المسجد أو غيره من رباط أو حوض

إذا لم ينتقل يأخذ انقاضه اللصوص والمتغلبون كما هو مشاهد وكذلك أوقافه يأكلها النظار أوغيرهم ويلزم من عدم النقل خراب المسجد الآخر المحتاج إلى النقل إليه وقد وقعت حادثة سئلت عنها فی امیر أراد أن ینتقل بعض احجار مسجد خراب فی سفح قاسیون بدمشق لیبلط بها صحن الجامع الاموی فافتیت بعدم الجواز متابعة للشرنبلالی ثم بلغنی أن بعض المتغلبین أخذ تلك الاحجار لنفسه فندمت علی ما افتیت به ثم رأیت الآن فی الذخیرة قال وفی فتاویٰ النسفی سئل شیخ الاسلام عن أهل قریة رحلوا وتداعی مسجدها إلی الخراب و بعض المتغلبة یستولون علی خشبه وینقلونه إلی دورهم هل لواحد لاهل المحلة أن یبیع الخشب بأمر القاضی ویمسك الثمن لیصرفه إلی بعض المساجد أوإلی هذا المسجد قال نعم و حکی أنه وقع مثله فی زمن سیدنا الامام الاجل فی رباط فی بعض الطرق خرب ولا ینتفع المارة به وله أوقاف عامرة فسئل هل یجوز نقلها إلی رباط اٰخر ینتفع الناس به قال نعم لان الواقف غرضه انتفاع المارة ویحصل ذلك بالثانی"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[فتاویٰ امجدیہ ۳؍۱۵۰-۱۴۹، دائرۃ المعارف الامجدیہ گھوسی]

ہمارے فقہائے کرام نے اپنے زمانہ کے فسادات کے اعتبار سے یہ حکم فرمایا اور اصل مذہب سے عدول فرما کر سیدنا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ کی دوسری روایت پر افتاء فرمایا اور مسجد کے اسباب کو دوسری مسجد کی طرف منتقل کرنے کی اجازت دی آج جب کہ حالات کافی بدل چکے ہیں، زمانہ میں فسادات رونما ہو چکے ہیں، لوگوں میں خدا ترسی اور احکام شرع سے بے پرواہی عام ہو چکی ہے اور مسجد کے مصالح سے زائد آمدنی کے ساتھ ناحق دست اندازی ہو رہی ہے اور مسجد کے حقوق کے ساتھ تعدی جاری ہے حقوق مسجد کے صرف ضیاع کا اندیشہ ہی نہیں بلکہ ضیاع واقع اور رونما ہے تو اس قضیہ کا شرعی حل خاص توجہ کا طالب ہے اس مسئلہ پر غور وخوض کے لئے درج ذیل سوالات ارسال خدمت ہیں۔

(۱) کیا فسادات زمانہ کے پیش نظر مسجد کے مصالح سے زائد آمدنی کا کسی ایسی مسجد میں استعمال جائز ہے جس کی آمدنی اس کے مصارف کے لئے ناکافی ہے یا اب بھی ناجائز ہی ہے؟

(۲) مساجد کی آمدنی مال وقف اور غیر وقف دونوں پر مشتمل ہوتی ہے اور کبھی خاص مقصد کے لئے ہوا کرتی ہے اور کبھی متولیوں کی صواب دید پر موقوف ہوا کرتی ہے تو کیا استعمال کے جائز و ناجائز ہونے میں سب کا یکساں حکم ہے یا احکام میں فرق ہے؟

(۳) ہمارے فقہائے کرام نے جن وجوہ کی بنا پر امام اعظم و امام ابو محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے مذہب سے عدول فرما کر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ کی روایت پر افتا فرمایا کیا وہ وجوہ یہاں متحقق ہیں یا ان کے علاوہ اسباب ستہ میں سے کوئی اور سبب متحقق ہے جو تخفیف حکم کا مقتضی ہے؟

(۴) اس دور میں عموماً متولیان و منتظمین جس مسجد کے انتظام سے متعلق ہوتے ہیں اس مسجد کے علاوہ دوسری مسجد پر فاضل آمدنی دینے پر راضی نہیں ہوتے تاوقتیکہ دوسری مسجد بھی انہیں کے انتظام میں نہ دیدی جائے تو ایسی صورت میں کونسی راہ اختیار کرنا شرعاً جائز ہو یا واجب ہو؟

امید کہ اپنے قیمتی اوقات کا کچھ حصہ نکال کر اس قضیہ کا شرعی حل پیش فرمائیں جس سے مسجد کے حقوق کے ساتھ ناحق دست اندازی نہ ہو اور ان مساجد کے مصالح کی بھی تکمیل ہو جن کی آمدنی ان کے مصالح کے لئے ناکافی ہے۔

ناظم: شرعی کونسل آف انڈیا
۸۲؍سوداگران بریلی شریف

۹۲/۷۸۶
فیصلہ
مساجد کی آمدنی کے مصارف

فیصلہ و تجویز: مساجد کی آمدنی کے مصارف

جن مساجد کی آمدنی مسجد کے مصالح سے فاضل ہے اور اس کے ضیاع کا اندیشہ ہے تو اس کے تحفظ کی اس صورت پر فیصلہ ہوا جسے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اپنے ایک فتویٰ میں ارشاد فرمایا کہ "مقتضائے احتیاط یہ ہے کہ ایسی صورت میں دوسرے امر خیر کے ادارہ کو فاضل آمدنی مسجد بطور قرض دے ایک سے وصول ہو تو پھر اور جس ادارہ کو ضرورت ہو اسے قرض دے جسے بھی قرض دے اس سے وصول کرے ایسا قرض نہ دے کہ قرض مر جائے، پھر جب اس مسجد کو جس کی یہ آمدنی ہے ضرورت ہو اس پر صرف کرے۔

نیز فتاویٰ ہندیہ وغیرہ کے جزئیات سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔

"اما المال الموقوف على المسجد الجامع ان لم يكن للمسجد حاجة للحال فللقاضى ان يصرف فى ذلك لاكن على وجه القرض"۔

یہ بھی فیصلہ ہوا کہ اگر فاضل آمدنی کا ضیاع متولیان یا واقفین کی دست اندازی سے ہو رہا ہے تو اولا ایسے متولیان اور واقفین کو معزول کرنا واجب ہے، لیکن اس مسجد کی فاضل آمدنی مسجد محتاج کو بے شرط واپسی دینا یہ جائز ہے یا نہیں اس پر آئندہ سیمینار میں تیاری کے ساتھ بحث کی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

❊ ❊ ❊